۵،۶ستمبر ۲۰۰۷ء ممبئی میں متوقع دورۂ نیشنل مائینا ریٹی کمیشن ریاست مہااشٹر میں سیکولر حکومت کی مسلمانوں کے ساتھ ہونیوالی ظلم وزیادتیوں کی جھلک! فاضل کمیشن کے نام، مائینا ریٹی ویلفئیر آ گنا ئیزیشن، دہولیہ کا ایک کھلا خط

شیخ نثار احمد تمبولی،

9372822580

صدر

مائینا ریٹی ویلفئیر ویلفئیر آرگنا ئیزیشن، دہولیہ

انگریزی اخبار کے حوالہ سے روزنامہ اردو ٹائمز میں شائع شدہ، خبر نظر سے گذری کہ نیشنل مائینا ریٹی کمیشن کا مورخہ ۵ اور ۶ ستمبر ۲۰۰۷ء کو ممبئی میں قیام ہے۔ ویسے رسمی طور سے حکومت کی جانب سے کسی بھی کمیشن کیلئے کچھ نہ کچھ رقم مختص کی جاتی ہے، انکا کہیں کچھ خرچ ہونا بھی لازمی ہے ملک کے دورے بھی تجربہ یہ بتلاتا ہے کہ ۱۹۵۰ء سے آج تک مختلف انواع کمیشن کے دوروں سے اور کوئی مقصد ہیکہ جہاں تک کمیشن کی خرچ بازو ہے اسے update کرنے میں مدد ضرور ڈیوٹی کا ایک حصّہ ہوتے ہیں ۔ ویسے کمیشن دوروں سے برسرِ اقتدار حکومت کو کئی متوقع الیکشن میں فائدہ ہونا ایک بات ہے لیکن منسلک عوام کو پتہ تو چلتا ہے کہ انکے لئے کمیشن بھی بیٹھا ہے (ماں میری شادی نہیں کرتی، میری شادی کے باتیں تو کر۔۔۔) ورنہ آئین ہند کی دفعہ (ب) ۳۵۰ کے لسانی اقلیت کیلئے جو اسپیشل آفیسر تقرری کی ھدایت ہے لیکن وہ کس چڑیا کا نام ہے کسی کو پتہ نہیں۔ اسکا وجود عنقا ہے۔

ممبئی اپنا نمائندہ انہیں روانہ کرسکتا خواہش تو بہت تھی کہ کمیشن کے دربار میں حاضری دینے سے کچھ ملتا نہیں ملتا لیکن ہم خیال حضرات سے ملاشرف ضرر ہو جاتا۔ ویسے بند کمرہ میں اور لاحاصل مقام پر مفلوک الحال قوم کے دکھ درد کو بیان کرنے سے خود کو ہی ذہنی اذیّت سے گذرنا پڑتا یہ کوئی سیاسی نعرہ نہیں بلکہ ایک کڑوی حقیقت ہے۔ خیر چلو اس بہانے اسی کھلے خط کے ذریعے جنہیں پتہ نہیں انہیں پتہ چل جائے گا کہ جس کی غلامی میں ہم اس طرح سے قید ہے کہ

کتر کے جال بھی صیّاد کی رضا کے بغیر   تمام عمر نہ اڑتی اسیر ایسی تھی

اس اندھی عقیدت کا صلہ کیا مل رہا ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جنہیں آئین ہند سے دلچسپی ہیں۔ اقلیت کے مسائل سے چشم پوشی ملک کے ہی جارہی ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ ملک کے المناک بٹورے کے بعد آئین ہند کی منصوبہ بندی شروع کی گئی تھی۔ وقت کے تقاضے مطابق اس وقت شیڈولڈ کاسٹ اور اینگلو انڈین کی طرح سہولیات اقلیت کو دینا ٹھیک بھی نہ تھا لیکن آج تک ۹۳ ترمیمات کے دوران تو عملی طور سے کچھ مناسب رعایتیں اور سہولیات ہمیں ملتی دفعہ ۲۹، ۳۰ اور (الف) ۳۵۰ میں اقلیت کے تعلق سے ذکر ملتا ہے۔ دفعہ ۲۹ اقلیت کے مفاد تحفظ کے تعلق سے اقلیت کی زبان، دستی تحریر اور تہذیب کے تحفظ کا ذکر ملتا ہے۔ بالفرض اگر آرٹیکل ۲۹ کا شمار آئین ہند میں نہ بھی ہوتا ہماری زبان اور تہذیب کا استحصال کیا جاجاتا ایسا لگتا تو نہیں اقلیت زبان، دستی تحریر اور مسلمانوں کی تہذیب بھی تو دفعہ ۳۰ کے تحت اقلیت کو اپنی پسند کے تعلمی ادارے قائم کرنے کا اور نظم وضبط کا اختیار حاصل ہے۔ جہاں تک دفعہ (الف) ۳۵۰ کو سوال ہے ریاستی حکومت کو ھدایت دی گئی ہے کہ ریاستی حکومت کی کوش رہنی چاہئیے کہ ابتدائی تعلیم کے تعلق سے اقلیتی طبقہ کے افراد کیلئے مادری زبان میں تعلیم کی adequate سہولت دی جانا چاہئیے۔ مذکورہ آرٹیکل کا وجود نہ بھی ہوتا تو کیا چیئر یٹی کمیشن ہمارے ادارے رجسٹر نہیں کرتا؟ ہمارے مدرسوں کو منظوری اس بناء ہر نہیں دی جاتی کہ وہ اقلیتی تعلیمی ادارے ہیں؟ بالکل نہیں۔ مطلق نہیں؟

بالفرض اگر یہ آرٹیکل بھی نہ ہوتا کیا ہمیں مادری زبان میں تعلیم کے نظام کو روک سکتا تھا۔ اگر بالفرض کسی نے جرأت بھی کی ہوتی تو دفعہ ۱۴ ہمارے تحفظ کیلئے کافی تھا اور ویسے ۱۹۵۰ سے لیکر آج تک بحیثیت constitutional mandate ہمیں ان دفعات سے براہ راست کون سا فائدہ مل رہا ہے۔ تینوں دفعات کی رو سے عیاں اور واضح طور سے ٹھوس اعانت، رعایات یا سہولت ہمیں فراہم نہیں کی گئی ہے۔ تینوں دفعات مبہم ہیں یا یوں کہئے کہ عملی اعتبار سے یہ کسی سر ان کے سوا کچھ نہیں یا یوں کہئے کہ انکی حیثیت ممنوعہ پھل کے مانند ہیں ۔ جہاں تک ریاست مہاراشٹر کا تعلق ہے، ریاست میں ان تینوں دفعات میں سے دفعہ ۲۹ اور ۳۵۰ کے تعلق سے تو کسی بھی قسم کی رعایت، برائے نام تک نہیں ہے۔ البتہ دفعہ ۳۰ کے تحت M.E.P.S.Regulation Act 1977 کے سیکشن (۲) ۳ کی سہولت کا سوال وہ ہمارے ساتھ ایک مذاق ہے۔ اس سیکشن کے تحت اداروں کو حق ہے کہ وہ اپنی پسند کا ہیڈ ماسٹر اور دیگر تین ملازمین انتخاب کرتے وقت Procedure کو اپنانے سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔ اس سیکشن سے Seninity کے اصول کو اپنائے بغیر تقرری کے اختیارات یہ سہولت خاطر خواہ سود مند ہرگز نہیں کیونکہ بحیثیت صدر مدرس مشاہن کا تقرر ہو یا آفرین کا ساجد اس کرسی پر بیٹھے یا فیصل۔ اقلیتی طبقہ کو کیا فائدہ برخلاف اسکے، اکثر وبیشتر ادارہ مذکورہ سیکشن کا ناجائز استعال کرکے چاپلوسی، خوشامہ پسند کان کے نیچے کے، غبی اور قانون سے نابلد اشخاص جس کو بحیثیت صدر مدرس تقرر کرتا ہے۔ فرض شناس اور قابل افراد ریٹائرمنٹ تک تن تنہا پر موشن سے محروم رہ جاتے ہیں۔ غلطی سے کسی قابل آدمی کو اس سیکشن سے سہولت تک بھی گئی تو اسے ذلیل وخوار کرکے ہٹادیا جاتا ہے۔ اس پر بھی طرّہ یہ کہ فاضل ہائی کورٹ نے ایک فیصلہ میں دیگر تین کی سہولت کو اڑادیا ہے۔

متذکرہ دفعات کی پختگی کے تعلق سے بہتر ہے کہ دیگر دفعات کا تقابل موازنہ نہ کیا جائے۔ لیکن متذکرہ تین دفعات سوائے خوش فہمی کے کچھ نہیں اس تعلق ایک شعر یاد آیا ملاحظہ ہو۔

سب کرشمات تصوّر ہے شکیل   ورنہ آتا ہے نہ جانے کوئی

شیڈولڈ کاسٹ، شیڈولڈ ٹرائب اور اینگلو انڈین (کن کی آبادی ملک میں کتنی ہے یہ سب جانتے ہیں) کے تعلق سے آئین ہند میں ۱۳ دفعات پر مشتمل ایک مکمل باب درج ہے۔ شیڈولڈ کاسٹ میں مسلمانوں کا شمار نہیں کیا گیا ہے۔ شیڈولڈ، ٹرائب میں مسلم عنقاء ہے۔ اینگلو انڈین کے زمرے میں مسلمان آتے نہیں۔ ثابت یہ ہوا کہ دیگر طبقات کیلئے زمانے بھر کی سہولیات

سے اس ملک کی سب سے بڑی اقلیت (جو کے دنیا کے کسی بھی ملک کی اقلیت سے بڑی ہے) محروم رکھی گئی ہے۔

شیڈولڈ کاسٹ، شیڈولڈ ٹرائب اور اینگلو انڈین کیلئے ریاستی اسمبلی میں نمائندگی کے تعلق سے آئین ہند کی دفعہ ۳۳۰ تا ۳۳۳ کے تحت نشستیں مختص کردی گئی ہے۔ آئین ہند کی دفعہ ۳۳۵ اور ۳۳۶ کے تحت ملک میں ملازمت کے تعلق سے ریزرویشن ان طبقات کیلئے نافذ کی گئی ہیں جن میں مسلمانوں کا شمار یقینی نہیں ہے۔ دفعہ ۳۳۷ کے تحت اینگلو انڈین طبقہ کے تعلیمی اداروں کو گرانٹ کی خصوصی فراہمی کے تعلق سے ہدایت ہے لیکن اقلیت کے تعلق سے اس طرح کی عملی اور براہ راست سہولت کا کہیں ذکر نہیں۔ دفعہ ۳۳۸ کی رو سے شیڈولڈ کاسٹ اور ٹرائب کیلئے نیشنل کمیشن کے تعلق سے واضح ہدایت درج ہے۔ اتنا ہی نہیں شیڈو ایریسائز کے تعلق سے ایڈمنٹریشن اور شیڈولڈ اور ٹرائب کی فلاح و بہبودی کے تعلق سے مرکز پر ذمہ داری عائد کی گئی ہے۔

دفعہ ۳۴۰ کے تحت پسماندہ طبقات کی حالت کے تعلق سے تحقیقات کی غرض سے مرکزی سطح پر کمیشن کی تقرری کی ہدایت ہے ۳۴۱ اور ۳۴۲ خالص شیڈولڈ کاسٹ اور شیڈولڈ ٹرایب میں کس طبقات کا اور کسے شمار کیا جائیگا اس بات کی ہدایت دیتا ہے۔

آئین ہند میں ۱۹۵۱ء سے لیکر اب تک لگاتار ترمیمات کا سلسلہ شروع ہے اور نتیجتاً تقریباً ۹۳ ترمیمات کا نفاذ ہو چکا ہے لیکن دفعہ ۲۹ اور (۱) ۳۰ میں باوجود ترمیم کی ضرورت کے آج تک ترمیم نہیں۔ ۱۹۵۶ء میں دفعہ (الف / ب) ۳۵۰ کو آئین ہند میں جگہ دی گئی لیکن ۱۹۵۶ء سے آج تک یہاں بھی ترمیم کی اشد ضرورت ہوتے ہوئے کسی بھی قسم کی ترمیم یا اضافہ نہیں کیا گیا۔ آئین ہند کے نفاذ کے ۲۸، سال بعد ۱۹۷۸ء میں مرکز کو خیال آیا کہ ۱۹۵۰ اور ۱۹۵۶ سے درج دفعات ۲۹، ۳۰ اور (الف / ب) ۳۵۰ کا حوالہ دیکر اقلیت کے مفاد کے تحفظ کے تعلق سے مرکزی سطح پر ایک کمیشن اس کمیشن کو قانونی حیثیت حاصل ہونے کیلئے مزید ۱۴ سال کا بناس کاٹنا پڑا (ویسے اسکے کئی الیکشن سے گذرنا بھی تو شرط تھی) لہٰذا خدا خدا کرکے ۱۷ مئی ، ۱۹۹۲ سے کمیشن کو قانونی درجہ دیکر National Commission for Minority Act,1992 قانون نافذ کیا گیا۔ بعد از یں حکومت ہند کی ہدایت پر حکومت مہاراشٹر نے ۱۷، فروری ۱۹۹۲ کو پہلی مرتبہ تین سال کی معیاد پر مہاراشٹر اسٹیٹ مینارٹی کمیشن قائم کیا لیکن ۱۹۹۵ء میں ریاستی کمیشن کو ختم کر دیا گیا۔ لیکن ۱۴ فروری ۲۰۰۰ء کو ریاستی کمیشن کو پھر جیو دان ملا۔ کمیشن کو قانونی درجہ ملنے کے تعلق ۲۰۰۰ء میں اسمبلی پیش کیا جاتا ہے لیکن انکے اقلیت دشمنی ہمارے سیاسی رہنمائی کی لاعلمی اور ہماری عدم بیدری کی پاداش میں یہ بل اسمبلی میں ۴ سال تک سڑتا رہا پہلے آرڈیننس اور بعد میں ۸، اگست ۲۰۰۵ء کو کہیں جاکر Maharashtra State Minority Commission Act,204۔ لہٰذا مہاراشٹر اسٹیٹ کا چیرپرسن اقلیت کے مفادات پر حکومت کے مفادات کو ہی ترجیح دیگا۔ ظاہری بات ہے کہ کون اپنی کرسی اور لال بتی کی گاڑی قوم کے چکر میں خطرہ ڈالیگا۔ اسٹیٹ کمیشن کے تحت سیکشن ۱۰ رو سے الیکٹ کمیشن کی سفارش کی گئی عمل درآمدگی کے تعلق یا کی جانے والی عمل درآمدگی کے تعلق سے یا ان سفارشات کو کیوں حکومت کیوں تسلیم نہیں کیا اس تعلق سے ہاؤس میں پیش کرنے کی Provision ہے لیکن حکومت کے تابع چیرپرسن حکومت کو خوش کرنے کی خاطر کیوان سفارشات کو ہاؤن کے سامنے رکھے گی۔ کمیشن کا چیرپرسن اگر ریٹائرڈ جج ہوتو کچھ بات بن سکتی ہے برسراقتدار حکومت کا حاشیہ برادر کیونکر قومی مفادات کیلئے اپنی کرسی جوضم میں ڈالینگے۔ کمیشن کے حاشیہ کو قانونی درجہ عطا فرمانے کیلئے ۴۲ سال کا عرصہ لگا اور اسٹیٹ کمیشن کو قانونی درجہ عمل کے لئے اور ۵۰ سال کا عرصہ تو لگنا ہی ہے۔

آئین ہند کی دفعہ ۳۴۱ کے تحت ۱۹۵۰ کی آرڈر کے مطابق صرف ہندوؤں کو شیڈولڈ کاسٹ کی سہولت تھی۔ ۱۹۵۶ میں سردار بھائیوں نے مانگ کی اور انہیں بھی ایس سی میں شامل کرلیا گیا۔ ہندو مذہب سے تبدیلئی مذہب کے بعد بدھ مذب قبول کرلینے والوں کو ۱۹۹۰ میں ایس سی میں شامل کرلیا گیا۔ خاص بات یہ ہیکہ ۱۹۹۰ کے بل میں یہ بات واضح کی گئی تھی کہ تبدیلئ مذہب سے بدھ مذہب کے افراد کا سماجی اور اقتصادی حالت میں کوئی بدلاؤ نہیں آیا۔ ایک ہندو اگر مسلمان بنتا ہے تو اس سے اسکا شیڈولڈ کاسٹ کا درجہ چھین لیا جاتا ہے۔ اور ایک ہندو اگر بدھ مذہب اختیار کرتا ہے تو اسے شیڈولڈ کاسٹ کا درجہ بحال کردیا جاتا ہے۔ کیا آئی ہند کی دفعہ ۱۴ کی پامالی نہیں۔